و
قصہ نیک بی بی و قاضی

M.A.LIBRARY, A.M.U.

U25559

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پس الحمد اللہ و نعت نبی
کہانی میں لکھتا ہون یارو نبی

سنی اس کہانی کو جو دل لگا
کرے مشکل آسان مشکل کشا

کوئی مفلس یک جا پہ مزدور تھا
کہ چندن ہی نام وسکا مشہور تھا

سدا لاکی وہ لکڑیان بیچتا
بنا تا پرایک آنے سے وہ سوا

سدا روسکے زن اوسکی کہتی یہی
ترے پاس ہئے بنائی خوشی

ترستے ہے کھانے کپڑونکو ہم
میان میرے آیا اب آنکھو نمین دم

میں بچون کو لیکر کدہر جاؤنگی
اسی گھر مین فاقونسی مرجاؤنگی

یہی کہکی جی غم سی کھویا سدا
وہ چندن مصیبت مین رویا سدا

یہ کی بن بین جا اوسنی اک دن دعا | کہ دی عیب مجھکو زرا ہی خدا
زیادہ نہین چاہتا ہون مین زر | جو کھانے کپڑے سے آسودہ کر
ہمین نہ دی یا موت دی آپ شتاب | کہ دل غم سی جلکر ہوا ہی کباب
اسی سوچ مین تہا یہ جو دیکھا | کہ ناگاہ درویش اک آگیا
یہ بولا کہ سب رنج تیرا چھٹے | جو مشکل کشا کا تو روزہ رکھے
سنتر وین ہوتا ہی رنج یا ساتوین | مٹھائی پہ دی فاتحہ بالیقین
کہا ایک آنہ ہی روزی مری | رکھا جائی روزہ نہ اسمین کبہی
وہ بولا کہ بستر کے نیچے ترے | خدا دیگا کل ایک آنہ سے تجھے
بدن پاک کر اور گھر کی جگہہ | دلانا م مشکل کشا فاتحہ
کہانی تو کہہ اپنی بیتی تمام | سنی جو کوئی اوسکا بہی ہووی کام
جو چندن کا دن سب جا دت کٹا | سحر زیر بستر یک آنہ لا
کمیا سب سامان چندن نی کام | رکھا روزہ اور فاتحہ دی تمام
جو پھر لکڑیان لینے بن کو گیا | تو آئی اوسے غیب سے یہ صدا
پڑا اوس طرف کو جو ہی ایک سنگ | اوٹھا اوسکو لے مال تو بیدرنگ
گیا وان تو دیکھا بست اوسنی گنج | خوشی آگئی اور ہوا دور رنج

غرض باندھ کر اپنی چادر مین زر
تبیلہ کی دلبر تھی فاقہ سی چور
اوسی دیکھکر گرچہ خوش ہو گئی
کہا لائے چورا کے یہ لایا ہی زر
کہا اوسنی بیہودہ بکتی ہی کیا
وہ دولت کہ جسکا نہو کچھ بیان
سحر اوٹھہ کے راجونکو اوسنے بلا
گیا اوسکے سینے سے جو غم کا داغ
خوشی سے وہ چندان گیا بسکہ پھول
سر انجام گھر کا بنایا تمام
یہ کچھہ گھر جو چندن کی دولت ہوئی
پھرین اوسکے فرزند سب آس پاس
سدا عیش و عشرت کا سامان تھا
کسی دن وضو کا جو دہیان آگیا
قضا را ہوا شہر مین شور و شر

چھپا لیگیا رات کو اپنے گھر
جو دیکھا کہ بھاری ہی کچھہ آج چوٹ
ولیکن یہ گھبرا کے کہنے لگی
کوئی مشکلین آکر بنا دے سحر
یہ زر مجھکو میرے خدا نے دیا
پھر سب گھر کے ٹوٹے اور ہانڈیان
عمارت کی ڈالی وہین اک بنا
بنایا محل خوب پاکیزہ باغ
گیا لطف مشکل کشا صاف بھول
سپاہی ملازم کنیز و غلام
تو پھر اوسکی زن شاہزادی ہوئی
تکلف سے پہنے وہ عمدہ لباس
نہ چندن کو وہ ذری سی کچھہ کام تھا
تو مسواک اور لوٹا اوسنے لیا
کہ شہزادی کا گم گیا ہی کمر

یہ گھبرا کے گھر سے جو باہر گیا ۔ تو مسواک اور لوٹا پاس اوسکی تھا
خدا کا غضب نازل اوسپر ہوا ۔ کہ مسواک و کوزہ چہری سب ہوا
یہ کچھہ دیکھہ لوگون نے اور کر قیاس ۔ اسے لیگئے باندہ کر شہ کے پاس
کہا شاہزادے کا قاتل ملا ۔ اسے کیجیے قتل تو ہی بجا
ہوا حکم یون قید اسکو کرو ۔ نہ مارو اسے طوق و زنجیر دو
یہ سختی سے جا کر ہوا قید جب ۔ تو سمجھا یہی مجھپر خدا کا غضب
کہا او لعین افسوس لاچار ہون ۔ خطا بخش دو مین گنہگار ہون
چھوڑا دو مجھے میرے مشکل کشا ۔ نہ بھولونگا روزہ مین دل سے ذرا
اسی تین دن جب یہی غم سہا ۔ ہوا رحم اور لطف مشکل کشا
یہ سوتا تھا اک رات پر اضطراب ۔ یہ آئی ندا اوسکو درمیان خواب
کہ کل روزہ رکھنا تو ہوگا رہا ۔ کہا اسنے مفلس ہون مین اور گدا
مین کوڑی کہان پاؤنگا اسقدر ۔ جو روزہ مین رکھون نہا کر سحر
ہوا حکم اوسمین نہوگا خلل ۔ بچھونے کے نیچے تو پائیگا کل
سحر او شہ کے دروازے پر بیقرار ۔ رقیبون سے بولا مین ہون روزہ دار
مجھے کوئی نہلا دو جلد کر ذرا ۔ ہر اسنے خدا ابہر مشکل کشا

کسی نے دکھیون ظالم کا زور | نہانیکو کہتا ہی قیدی یہ چور
کوئی بولا روزی سے ہی یہ غریب | ہی نہلانا اسکا ثواب عجیب
کسی نے غرض اوسکو نہلا دیا | پہ سامان روزہ نہ منگوا دیا
یہ سنتے پہ بس تک سا راہ تہا | کہ جسکے وہان بیٹے کا بیاہ تہا
سو وہ اپنے دلمین بہت شاد ہو | چلا تہا شکر اوہان لینے کو
وہین اوس سے قیدی نے رو کر کہا | کہ سودا تو روزے کا لادے ذرا
کہا اوسنے فرصت نہین اسگہڑی | کہ ہی کار شادی کی جلدی بڑی
نہ مانا سخن اور وہان سے گیا | بہ لاچار رستے پہ بیٹھا رہا
قضارا اوسی دن کی ہی یہ خبر | موا تہا کسی شخص کا اک پسر
سو غم سے وہ بیچارہ غمگین ہو | چلا تہا اوسی رہ کفن لینے کو
کہ یہ روزہ دار اوس سے باصد فغان | بہت لگا کہنے کہ ای مہربان
مین قیدی ہون سخت اور ہون روزہ دار | مری عرض سن بہر پروردگار
جو سامان ذرہ کا لادے شتاب | خدا تجھکو اس کام کا دیگا ثواب
یہ سنتی ہی وہ مرد سینہ فگار | لگا کہنے یون دل مین ہو بیقرار
کہ گو لاش اوٹھنے مین ہوتی ہی دیر | مگر اک گہڑی مین کیا ہوگا بہیر

یہ کہہ اوس قیدی سے بس لیکے دام / کیا پہلے جا اوس بیچارے کا کام

غرض اوسنے سامان جب لا دیا / تو کی فاتحہ بہر مشکل کشا

کہائی کہی اپنی گذرے تمام / سنی سب نے جو تھے وہاں خواص و عام

بیاں کر چکا جبکہ وہ دل کباب / کیا اوسنے افطار روزہ شتاب

وہ زنجیر پاؤں میں جو اوسکی تھے / وہیں پاؤں سے خود بخود کھل گئے

اوسی روز کا اک تماشا سنو / جو شادی بسکے جاتا تھا اسباب کو

وہ بیٹا جو اوسکا بنا تھا بنا / قضا اوسکی آئی وہیں مر گیا

وے مرد صالح جو تھا نوحہ گر / ہوا زندہ اوسکا اوسی دم پسر

جو گھر اپنے پہنچا وہ لیکر کفن / تو پائی خوشی جا ہی درد و محن

موا تھا وہاں جسکا دولہ پسر / وہ مرتا تھا مرنے کی سنکر خبر

غرض روتا اور پیٹتا بے حواس / سیکایک وہ دوڑا گیا شہ کے پاس

یہ کی عرض اے شاہ عالی گہر / ذرا غور کیجیے مری عرض پر

غضب مرا اک قیدخانہ میں ہے / نہیں ساحر ایسا زمانے میں ہے

مرا بیٹا جادو سے مارا اسنے ہے / شہادت میں رکھتا ہوں مردم سبہی

میں آیا ہوں غمناک فریاد کو / خداوند دیجیے مری داد کو

یہ سن شاہ نے دل مین کھایا پیچ و تاب ۔ بلایا اوسے قید سے وہان شتاب

جو دربار مین قیدی حاضر ہوا ۔ جواب اوسنے یون بادشہ کو دیا

مین کیا جانون کیا ہی بھلا یہ بلا ۔ خدا جانے اور جانے مشکل کشا

کہا بادشہ نے کہ کہتا ہے کیا ۔ وہ ہی کون سا ہے یہ مشکل کشا

وہان ایک بیٹھا تھا بوڑھا وہ پیر ۔ کہا اوسنے بیشک وہین سبکے میر

شجاعت کا اوس شہ پہ ہی اختتام ۔ ید اللہ اس شیر حق کا ہی نام

یہ سنتے ہی اوس شاہ نے خوف کھا ۔ کہا صاف قیدی سے یون برملا

مین باور کرون تب یہ تیرا بیان ۔ دکھاوے اگر کچھ تو اوسکا نشان

نہ دیکھون نشان علی جب تلک ۔ تیقن نہوگا کبھی تب تلک

یہ سنتے ہی قیدی نے یون عرض کی ۔ کہ رکھتا ہون مین اک نشان علی

قدم رنجہ کیجے اگر اک ذرا ۔ تو اوسکی کرامت کا دون مین پتا

تعجب کا سنکر سخن بادشاہ ۔ چلا ساتھ قیدی کے لیکر سپاہ

یکایک وسی بن مین پہنچے سبھی ۔ جہان اسکو تھی پہلے دولت ملی

وہی چاہ زر شہ کو دکھلا وہان ۔ لگا اسطرح کرنے قیدی بیان

کہ یہ چاہ جو گنج سے ہی بھرا ۔ یہ ہی مجھکو مشکل کشا نے دیا

سر چاہ جو سنگ تھا اک پڑا
گئے پر سر چاہ جس دم سبھی
نہ سر کا وہ پتھر کوئی سے ذرا
ہوا شاہ اس بات سے پر غضب
کہا کر جدا تن سے قیدی کا سر
پھر اوس وقت چندن نے شہ سے کہا
اوٹھے سنگ ارمان خاطر ہی یہ
اوسے شاہ نے سوچ کر اک ذرا
گیا یہ وہان اور بحکم الہ
تعجب کا یہ کار دیکھا جو وان
جو اوس چاہ مین شاہ خوش ہو گیا
ہی الماس یاقوت و لعل و گہر
ہوا دیکھ زر شہ کے دل مین خیال
لکھا پہ سر چاہ دیکھا عیان
وہی ساری چیزون کا مختار ہے

کہا شہ نے سبکو کر دیہ جدا
بہت قوت اپنی وہان خرچ کی
یہان تک کہ شہ زور کر تھک گیا
تو بلوایا چندن کو اوسنے تب
کہ کر دیر جلدی اسے قتل کر
جو ہو حکم مین اوٹھاؤن ذرا
وگرنہ سر و تن تو حاضر ہی یہ
کہا خیر گر اوٹھہ سکے تو اوٹھا
دیا پھینک اوس سنگ کو مثل کاہ
کھلی شاہ کی آفرین پر زبان
تو دیکھا کہ دولت ہی بے انتہا
صلاح لباس اور ہی سیم و زر
کہ لیجے یہان سے یہ جتنا ہی مال
کہ چندن کا سب مال ورنہ ہی یہان
نہ ہرگز یہان دخل انکا ہے

غرض شاہ نے یہ لکھا دیکھکر — دیا اوسکو جیتنا کہ تہا مال و زر

ہوا لطف اوپر گیا سب عتاب — دیا اوسکو نواب کا پہر خطاب

محل کی طرف وہا سنی جب شہ پہرا — سُنا اوسنے یہ شور و غُل جا بجا

کہ شہزادہ زندہ ہوا ہے ابہی — یہ سنکر ہوئی شہ کو دونی خوشی

ملا جاکے بیٹے سے جب شاد شاہ — پڑہا خوب چندن کا پہر عقد جاہ

یہ قصہ تہا زندان بے جسنے سنا — ہوا قید اور غم سے وہ بہی رہا

پہرے جسطرح سے کہ چندن کے دن — پہرین اسطرح دوست دشمن کے دن

برآوین سب اپنے محبوں کے کام — ہوا قصۂ خستہ تمت تمام

تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم
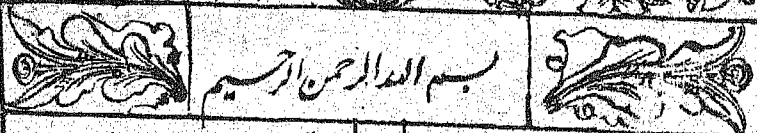
لکھ اے خامہ اب حمد پروردگار — وہ غفار ہے اور آمرزگار

نبی کو کیا اوسنے کیا نامور — درود اونپہ اور آل اصحاب پر

عدالت کا حق کی فدا سنیے حال — یہ قصہ ہے قاضی کا جسکی مثال

که اک شهر مین بهائی رهتی تهی دو
جو کچه ماجرا اونکا گذرا سنو

اک اونمین سی قاضی هوا شهر کا
رها دوسرا عابد و پارسا

وه عابد جو تها با خدا نیکذات
ملی اوسکو زوجه بهی کیا خوش صفات

رئیس انبیا کی وه اولاد تهے
سدا حرص دنیا سی آزاد تهے

عفیفه بهی تهی اور صاحب جمال
زن و مرد مین تهی محبت کمال

وه شوهر کی بس عاشق زار تهے
بهت غمگسار اور وفادار تهے

وه شوهر بهی هر وقت لیسے مدام
رضا جوئی سی اوسکی رکهتا تها کام

بهم دونون رهتی تهی وه شاد دل
تها درد جدائی سے آزاد دل

ولیکن فلک دیکهه سکتا هی کب
لگائی جدائی کی آخر کو ڈهب

سنو اوسکی اب بهائی قاضی کا طور
که ظاهر مین تها اور باطن مین اور

کها اوس سی حاکم نی ای نیکبخت
که درپیش اب مجکو مشکل هی سخت

نظر مین تری هو کوئی معتبر
جو انمرد لا کوئی تو ڈهونڈه کر

که بهیجونگا اوس کام پر مین اوسی
صلے مین بهت دونگا زر مین اوسی

تو قاضی نی اوس شاه سی یون کها
که هی ایک بهائی مرا پارسا

عجب کیا که اوس سی بر آئی یه کار
که هی وه امین اور خدمت گذار

کہا شہ نے لا جلد میرے حضور
کہ بھیجونگا مین کام پر اوسکو دور

یہ سنکر گیا بہائی قاضی کی پاس
کہا یون کہ ای مرد ایزد شناس

تری سنکے تعریف یہ شہریار
بلاتا ہی سمجھو کہ دی کوئی کار

غرض تیری دن اب موافق ہوئے
یہ بہتر ہے تو ساتھ میرے چلے

لگا کہنے وہ عابد خوش سیر
کہ ای بہائی اس بات سی درگذر

رہا بیٹھہ مین حق کی چوکھٹ پہ اب
گیا بہول دنیا کے مین کام سب

اگر طاعت حق کو مین چھوڑ دون
تو البتہ کچھہ خدمت شہ کرون

کوئی کام مجھکو گوارا نہین
بجز رحمت حق سہارا نہین

جو انکار قاضی سی اوسنے کیا
خفا ہوکے قاضی نے پاسخ دیا

تری صاف بیجا یہ تکرار ہے
کہ یون حکم حاکم سے انکار ہے

بیان کر تو اس بات کا کچہ سبب
مری سر پہ حاکم کا ہوگا غضب

یہ قاضی سی کہنے لگا پارسا
کہ میری جو ہی زوجہ مہ لقا

محبت مجھی اوس سی ہی اسقدر
نکلتا نہین مین اوسے چھوڑ کر

نہ اوسکو گوارا ہی فرقت مری
وہ رکھتی ہی دلسی محبت مری

کہا سنکے قاضی نے سچ ہی یہ بات
کہ بیشک یہ زن ہی ستودہ صفات

ولیکن نہین کچھہ محبت مرے
مناسب یہ ہی اوسکی چل ساتھ تو
سنا جب یہ قاضی سے اوسنے سخن
کہا تیری خاطر سے لاچار ہون
ولیکن ذرا دلمین رکھنا یہ بات
رہی اسکی عصمت کا ہر دم خیال
سوا تیری سونپون مین کسکو اسے
خبر لیتے رہیو ہر اک صبح وشام
غرض کر یہ قاضی سے گفتار وہ
لگا ہونے زوجہ سے رخصت وہ جب
بہم ملکے دونون جو گریان ہوے
تسلی بہت زن کو دیکر چلا
وہانسے وہ ہمراہ قاضی کے ہوا
بہت حاکم اوس سے ہوا شادمان
سفر مین گیا جب کہ وہ پارسا

پسند آئی کیون تجکو ذلت مرے
کہ ہو پیش حاکم مرے آبرو
تو سمجھا کہ بیشک چھٹا اب وطن
وطن چھوڑنے کو مین طیار ہون
کہ باوجہ جو تیری ہی یہ نیکذات
پہونچنے نپائی کچھہ اسکو ملال
بھلا تجھسے بڑھکر مین سمجھون کسے
رہی تا کہ فرقت مین بیشاد کام
کمر باندھکر ہوکے طیار وہ
تو او سدم ہوئی اوسکی حالت عجب
تو آنکھون سے لگے گویا کہ دریا بہنے
کہا زن نے تیرا نگہبان خدا
بصد جاہ کے پیش حاکم گیا
کیا اسکو پھر سوی مقصد روان
تو گھر اوسکا بالکل اکیلا رہا

سنو آگے اب یہ انسے قاضی کا حال — کہ کیا کیا چلا زہد و تقوی کی چال

وہ بھائی کے گھر روز آنے لگا — وہ بھاوج کو الفت دکھانے لگا

رضا جوئی کرتا تھا ہر کام مین — کہ یہ صید آئے مرے دام مین

دلیکن حیا سی وہ عصمت پناہ — نکرتی کبھی اوسکی جانب نگاہ

وہ مکار ہر دم خوشامد کے سات — لگاوٹ کے کرتا تھا ہر ایک بات

یہ کہتا تھا ای گل نکر اب حیا — کہ مین شکل بلبل ہون تجھپر فدا

محبت کی دل مین اتری بو نہین — کہ عاشق کی تکا ہی رضا جو نہین

جو تنہائی مین تہتی ہی دل حزین — حجاب اسقدر اب مناسب نہین

اوٹھاؤ مزا میری صحبت سے تم — گذارو شب و روز عشرت سے تم

وہ قاضی یہ لایا خیال تباہ — زنا کا جو خواہان ہوا خواہمخواہ

زن نیک بخت اوس سے تب بولی یون — کہ درپے مری آبرو کی ہے کیون

ذرا دلمین کر شرم ریش دراز — مناسب ہی کچھ خوف دانای راز

گیا بھول بھائی کے سب گفتگو — خلاف اوسکے افسوس چلتا ہی تو

یہ ہر بار کہتی مین صاف صاف — رکھہ ایسی نظر سے تو مجکو معاف

خدا نہین تجکو خوف خطر — مری گھر کا آنا تو موقوف کر

جو قاضی نے اوس سے سنا یہ کلام — تو کیا مکر کا اوسنے پھیلایا دام

کہا مجھسے اب تک چھپائی یہ بات — پر اب یہ خبر سن تو اہی نیک ذات

کہ شوہر ترا وانپہ مارا گیا — ترا اوس سے بالکل سہارا گیا

و لیکن نہیں تجکو واجب ہی غم — مری ساتھ عشرت سے رہ تو بہم

کریگی جو یون پیہم انکار تو — بہت پاویگی مجھسے آزار تو

زنا مین کرون متہم خواہ مخواہ — مین خود پیش حاکم ہون اسکا گواہ

پہر اوس وقت کیا تیرا احوال ہو — تو ہو قتل اور خون مین پامال ہو

کہا اوسنے مجھکو تو انکار ہے — تو جو چاہے کر جا کہ مختار ہے

نہیں خوف جان مجکو کچھ زینہار — پر اک دل مین ہی خوف پروردگار

جو لاؤ نہیں دل مین خیال تباہ — تو دنیا و عقبے مین ہون روسیاہ

اوٹھا ہو کے قاضی بہت خشمگین — کیا پیش حاکم وہان اسنے یقین

بیان اوسنے جا کر کیا جب ادا — کہ بھائی جو میرا سفر کو گیا

زن فاحشہ اوسکی بدکار ہے — بڑی شوخ و بیباک و عیار ہے

زنا کرکے اوسنے کیا منہ سیاہ — یہ کہکر کیے پیش جہوٹے گواہ

دیا حکم حاکم نے اک آن مین — کرو سنگسار اسکو میدان مین

جو قاضی کو یون حکم حاکم ہوا
جو تو نے اطاعت کی اختیار
جو مسرور کر وصل سے تو مجھے
وہ بولی کہ کر قتل یا سنگسار
جو بیجرم مین قتل ہو جاؤ نگے
یہانکی مصیبت ہی بس مہلت
نہ ہر بار تکرار تو مجھسے کر
سنا یہ ہی انکا قاضی نی جب
ڈھونڈہوا یہ پڑوا بازار مین
زنا سے جو اک زن ہی تقصیر وار
وہ قاضی گیا آپ بجھاوج گگھر
سو کل ہوئے ساتہ اک آن مین
چلے شہر کے سب صغیر و کبیر
تو اوس زن نی پتھر کھینچکر ایک آہ
کہا ای حاکم آسمان و زمین

تو بجھاوج پھر اوسنے جاکر کہا
ہوا حکم مجکو کہ کر سنگسار
تو اس حکم شہ سے بچاؤن تجھے
نہ ہرگز کرون فعل بد اختیار
تو اک آبرو حشر مین پاؤنگے
حساب قیامت ہے مشکل مگر
نہین مجکو مرنے سے خوف و خطر
وہان سے اوٹھا منفعل ہوکے تب
کہ چھوٹے بڑے سب خبر سنین
وہ کیجا گئے دشت مین سنگسار
نکالا اوسے کھینچکر موئی سر
کھڑا کر دیا لاکے میدان مین
ہوا جمع اوس جا جم غفیر
کہا کرکے سوئے فلک اک نگاہ
مرا حال پوشیدہ تجھسے نہین

نہیں تھا مومن کو ذرا خوف و باک
کہ بجب سم کرسکے ہین تجکو ہلاک

تری راہ مین پر ہون ثابت قدم
کوئی دم مین اخر نکلنا ہی دم

کہ اتنے مین قاضی پکارا وہان
کرین سنگسار اسکو پیر و جوان

یہ سنکر جو مردم بڑہے ایکبار
لگی ہونے اوس زن پہ پتھر کی مار

ہوئی بارش سنگ وان اسقدر
کہ انبار سنگ اوسکے تھا تا بسر

ذرا سنیے اب قدرت حق کا حال
نہیں جسمین دم مارنے کی مجال

حفاظت کرے جسکے رب جلیل
بچے زیر آتش وہ مثل خلیل

تن زن پہ پتھر کا انبار تھا
فگار اوسمین اوسکا تن زار تھا

تن زن سے ازبسکہ خون تھا روان
تو بو پاکے اک گیدڑ آیا دوان

نکالا اوٹھا کرکے پتھر اوسے
یہ چاہا کہ بھرے پیٹ کھاکر اوسے

کہ اتنے مین گرگ اک نمایان ہوا
اوسے دیکھ گیدڑ گریزان ہوا

پہ آکر گرگ گیدڑ کے پیچھے دوان
ملی زن کو دونون سے آخر امان

تن زار مین اک رمق جان تھی
بہت درد سے وہ پریشان تھی

نہ اوسکا کوئی یار و غمخوار تھا
خدا لیکن اوسکا مددگار تھا

زبس تشنگی اوسپہ غالب ہوئی
تو اوسدم وہ پانی کی طالب ہوئی

جو کھولے ذرا ہوش مین آکے آنکھہ ۔ نظر کی جب اودہرست پہیلا کے آنکھہ

تو دیکھا قریب اک لگی ہی گیاہ ۔ ہوئی دیکھکر بس اوسکے کھانیکی چاہ

بڑہا ہاتہ اوس گھاس کو توڑکر ۔ ز کھانے مین تا حلق ہو اوس سے تر

زبس فضل ایزد سے تاثیر کے ۔ وہ بوٹے تھے اوسکو اکسیر سے

بدن مین توانائی آنے لگے ۔ قد او دست و پا وہ ہلانے لگے

تمام اوسکے اعضا ہوئے پھر درست ۔ نئے سر سے پھر ہوگئے چاق و چست

بدن کے وہ سب زخم اچھے ہوگئے ۔ یہ چاہا کہ کچھہ دور آگے سے چلے

ہوئی وان سے اوٹھکر وہ آگے روان ۔ مگر ولیکن تھے پاس لب پر فغان

گئی رفتہ رفتہ کئی کوس تک ۔ تو آخر کو اوسکے گئے پاؤن تھک

نمایان ہوا دور سے اک مکان ۔ ہوئی دیکھکر دل مین وہ شادمان

پہونچکر جو درماندہ وہ ہوگئے ۔ تو بے اختیار اک جگہہ سو گئے

مکان سے اک آئی زن خوش سیر ۔ جگایا اسے آگے بالین پر

لگے پوچھنے اس سے وہ نیک فال ۔ کدہر سے تو آئی بتا اپنا حال

جو گذرا تھا سب حال اسنے کہا ۔ تو اوس زن کے دل مین بھی رحم آگیا

گئی لیکے ساتھ اپنے وہ خوش صفات ۔ لگی کہنے اسے خواہر نیک ذات

مرا ہے جو فرزند چندے سال
رہا کر مرے گھر مین تو شاد دل
ہوا شوہر اوس زن کا بھی شادمان
غرض وہ زن پارسا وان رہی
نگہبان تھے لڑکے کی شام و سحر
فلک کی سنو شعبدہ بازیان
پہونچتا کسیکا نہ وان اوسپہ ہاتھ
کسی غیب کا تھا نہ اوس گھر مین کام
ہوا شیفتہ اسپہ وہ جان سے
کہا اے دلبر غیرت آفتاب
جو ہو تجھسے حاصل مرا کام دل
یہ تسکین دل ایکدم پاؤنگا
زن پارسا سنکے برہم ہوئے
کہا جا ارے کیا تو مرے آبرو
جو کرتی یہی فعل منظور ہین

تو مان کیطرح اپنی گودی مین پال
تم رنج سے رکھو تو آزاد دل
رہا حال پر اسکے بس مہربان
دل زار کو اک تسلی ہوئی
اوسے جانتی تھی وہ اپنا پسر
کیا سچ تھا فتنہ بپا یہان
مگر حسن اک اوسکا دشمن تھا ساتھ
مگر صاحب خانہ کا اک غلام
لگا اوس سے کہنے یہ ارمان سے
تری عشق مین دل میرا کباب
مجھے بھی ملے تجھسے آرام دل
نہ جب تک تجھے بر مین لاؤنگا
سنے سر سے پھر قید ہی غم ہوئے
مگر نا کبھی ایسی پھر گفتگو
وطن سے بھلا ہولی کیون دور

ہوا جبکہ یہ بولا اوس سے غلام ۔۔۔ تو دھمکا کے اوس سے کیا یون کلام
نہیں مانتی تو جو کہنا مرا ۔۔۔ تو دیکھ اب ترا حال کرتا ہون کیا
وہ لڑکے کی مادر کہیں وقت شام ۔۔۔ گئی گھر سے اوسوقت آیا غلام
وہ شیطان پسر کا دبا کر گلا ۔۔۔ زن پارسا سے یہ کہنے لگا
کرے گی نہ خوش وصل سے گر مجھے ۔۔۔ کرون منتہم خون مین اسکے تجھے
وہ بولی گنہگار دنیا مین ہون ۔۔۔ نہ لیکن عذاب خدا سر پہ لون
عبث تجھکو ہر بار تکرار ہے ۔۔۔ کہ اس کام سے مجھکو انکار ہے
جو یہ گفتگو بیجا اسنے سنے ۔۔۔ پسر کے گلو پر چھری پھیر دے
گیا وہ اسے پھر صاحب خانہ پاس ۔۔۔ لگا حال کہنے بصد رنج و یاس
رہی آکے یہ زن جو گھر مین شتر ۔۔۔ کیا اوسنے رخنہ جگر مین ترے
زن ساحرہ ہے یہ بیخوف و باک ۔۔۔ کیا اسنے تیرے پسر کو ہلاک
زمین کو کیا خون سے اوسکے لال ۔۔۔ ذرا چلکے دیکھ اپنے بیٹے کا حال
یہ سنکر اوڑے اوسکے ہوش و حواس ۔۔۔ بصد آہ و افغان گیا اوسکے پاس
لگا کہنے اے بانوے پارسا ۔۔۔ یہ کیا میرے سر پر تو لائی بلا
مین سمجھا تھا تجھکو کہ ہے باوفا ۔۔۔ مگر تو نے کیا مجھپہ یہ کی جفا

زنِ پارسا بولی اک بھر کے آہ — خدا و پیمبر کو کر کے گواہ

یہ فرزند تھا میرا جان و جگر — اسے جانتی تھی مین اپنا پسر

ولیکن یہ بدبخت تیرا غلام — کیا چاہے تھا مجھسے فعلِ حرام

جو صاف اس سے انکار مینے کیا — تو بس دل مین میرا یہ دشمن ہوا

کیا اسنے آخر یہ فعلِ زبون — کہ مین مبتلا اسکی تہمت مین ہون

اگر کچھ ترے دلمین انصاف ہو — تو پھر یہ حقیقت عیان صاف ہو

کلام اوس سے عابد نے جب یہ سنا — لگا غور کرنے وہ مردِ خدا

کہا اوسنے پھر زن سے ای نیکذات — چلی جا یہان سے تو بہتر ہے بات

پسر سے ثواب صبر مینے کیا — خدا جانے آیندہ فتنہ ہو کیا

دیے بیس درہم اوسے زادِ راہ — کہا نیکبخت اب تو لے اپنی راہ

چلی وان سے وہ با دلِ دردناک — لبون پر فغان اور سینہ تھا چاک

غرض رحمتِ حق پہ کر کے نظر — وہ زن اوس مکان سے ہوئی رہ سپر

چلی جب وہ زن تین دن تین رات — تو اک شہر مین پہونچی وہ خوش صفات

جو دیکھا تو میدان مین ہے اژدحام — ہوئے شہر کے جمع مردم تمام

چڑھاتی ہین سولی پہ اک مرد کو — لگی پوچھنے تب وہ فرخندہ خو

کہ اس شخص سے ہو گیا کیا گناہ — ہو جاتی ہی جان اسکی یون خواہ مخواہ

کہا اوس سے لوگون نے یہ ماجرا — کہ سکیے درم بیس سے چاہتا

نہ ہرگز ادا اس سے ابتک ہوئے — ہوا حکم سولی کا اسکے لیے

سیاستگاہ یہ دائم ہی رسم و رواج — غرض اسکو سولی پہ کہتی ہین آج

زن پارسا نے یہ جب دم سنا — تو رحم اوسکو اوس مرد پر آگیا

ملے تھے جو وہ بیس درہم اسے — سمجھکر ثواب اوسنے سب بدلے

وہ مرد ایسے آفت سے جب بچ گیا — تو قدمون پہ اس زن کے آکر گرا

لگا کہنے اے خواہر نیکذات — ترا ایک جا کر چلون تیرے سات

وہانسے وہ فرد اوسکے ہمرہ ہوا — سفر مین وہ گویا ملا رہنما

غرض وہانسے دونون وہ راہی ہوئے — کئی کوس منزل مین جب طی کیے

تو اک بحر زخار آیا نظر — جہاز اوسمین تجار کے دیکھکر

لگا کہنے زن سے وہ مرد لعین — کہ آکر ذرا بیٹھ جا تو یہین

جو تدبیر چل جا ہی کوئی مرے — سواری ہو کشتی پہ میری ترے

پہنچین با پاؤن چلنے کے زحمت سے ہم — کسی شہر مین ہو پہنچین راحت سے ہم

یہ کہکر وہانسے دور اسے ہٹا — وہان جا کے لوگونسے کہنے لگا

تمہارے جہازوں میں کیا مال ہے
جہازوں کے مالک نے اوس سے کہا
بھرے انہیں تحفے ہیں ہر قسم کے
یہ جنس گراں ہیں کشتیاں بے شمار
یہ سنکر لگا کہنے وہ بے وفا
ترا مال جب آکے ہے بے شمار
یہ سنکر وہ مشتاق دل سے ہوا
کہا اسنے ہے اک کنیزِ حسین
جو چہرہ دکھائی وہ ماہِ تمام
اوٹھا دے اگر رخ سے اپنے نقاب
جو زاہد کی اوسپر نظر جا پڑے
پھنسے دامِ گیسو میں وہ پھانس لے
بھرے آنکھ میں اوسکے جادو ہزار
کہا تک میں تعریف اوسکی کروں
سدا جوانا حسنے حد مستا

تمہا لطف میں بے مثل ہے کون شے
سے تجھے چاہیے کیا یہ بتلا ذرا
جب جو ہو درکار وہ ہم سے لے
کروڑوں کا اسباب ہے سب میں بار
مرے پاس اک جنس ہے بے بہا
دکھا دے ابھی اوسپہ کرکے نثار
کہا کیا ہے وہ جنس سچ سچ بتا
وفادار و خوش سیرت و مہ جبین
تو یوسف بھی ہو اوسکا ادنیٰ غلام
چھپے شرم سے ابر میں آفتاب
تو پاؤنپہ وہ سر کے بل آ پڑے
تو پھر زندگی بھر نہ وہ سانس لے
ہے تیرِ مژہ اوسکا ہر دم کشا
دکھا دوں ابھی تو نہ مانسی کیوں
تو ہو جاوے عاشق وہ اوسپہ فدا

کہا اوسنے گر بیچ تو میرے ہاتھہ — تو دولت بہت کچھ کرون تیری ساتھہ

لگا کہنے تاجر سے وہ حیلہ گر — کہ ہان بیچتا ہون مین اس طور پر

اگر درمیان شرط یہ تم کرو — خبر اوسکو بکنے کی اصلا نہو

کہ خالی گھر ہے زن نیکذات — خداداد وہ لگ گئی میرے ہات

کوئی جاکے پہلے اوسے دیکھ لے — جو پھر ٹھہرے قیمت سو مجکو دے

کسی حیلے سے اوسکو لے آؤ لگا — سوار اوسکو کشتی پہ کر جاؤنگا

یہ شرط اسکی تاجر نے منظور کر — کوئی معتمد اپنا بھیجا ادہر

وہان جاکے اوسنے جو دیکھا اوسے — تو ششک یہ وہ پھر آیا اوسے

کہا آکے مالک سے اوسنے بیان — کہ صیاد عالم ہے وہ بیگمان

نہ اصلا کنیزی کے لائق ہے وہ — حسینان عالم پہ فائق ہے وہ

وہ تاجر یہ سنکے ہوا شادمان — کہا کیا ہی دولت ملی ناگہان

غلام دستکار کو شوق سے — درم دس ہزار اوسکی قیمت دیے

وہ زر لیکے ناپاک راضی ہوا — سزاوار قہر الٰہی ہوا

وہ خوش تھا کہ کیا بیچے یار اسکا — ولیکن نہ سمجھا کچھ انجام کار

غرض لوگ تاجر کے پہنچے وہان — کہ لی آئین تا اوس پری کو یہان

زن پارسا پاس پہنچے وہ جب
بولا ہی کشتی کا مالک وہان
وہ بولی کہ ساتھی گیا ہی کہین
وہ بولا کہ ساتھی جو تہا بیوفا
سنا جبکہ لوگونے اوسنے یہ حال
لگی کہنے کیا خوب سودا ہوا
کہ اک راہ چلتے کے کہنے سے آ
لیا قید سے اوسکو یہین چہوڑا
ہی اب مجکو حق کی عبادت عزیز
اونہون نے کہا عذر بیجا سو دے
خوشی سے چلیگی اگر تو نہ ساتھ
ہوئی سخت مجبور وہ پارسا
گئے لوگ اوسے لیکے تاجر کے پاس
کہا مجکو نعمت ملی غیب سے
تو کشتی پہ گوشہ مین بٹھلا دیا

کہا اوس سے چل ہو کے طیار اب
اسیواسطے ہمکو بھیجا یہان
بغیر اوسکے جاؤنگی ہرگز نہین
تجھے بیچکے لیکے قیمت گیا
بنی غم کے تصویر وہ مہ جمال
خریدار نے کچھ نہ دیکھا سنا
کیا سیم و زر اوسنے اپنا تباہ
عوض خوب اوس بیوفا نے کیا
بنونگی کسیکی نہ ہرگز کنیز
ترے واسطے چلنے مین بہبود ہے
تو لیجائینگے ہم پکڑ تیرا ہاتھ
چلی وہ ان سے بس لیکے نام خدا
بہت خوش ہوا دل مین نابکار
رکھون چشم مردم سے پنہان اسے
غرض اوسکو پوشیدہ سب سے کیا

دیا حکم پھر یون کہ لنگر اوٹھیں ہوا ہی موافق جہاز اب چلین

جہاز او سنگھ سے ہوئی پھر روان کھلے بادبان صورت آسمان

وہ دن بھر چلے با نشاط و طرب ہوا دن تمام آگیا وقت شب

گذر اک پہر رات سے جب گیا تو تاجر نے زن کو بلا کر کہا

کہ شیدا ہون مین تیرا ای مہ لقا ہوا جان و دل سے مین تجھپر فدا

کر اب وصل سی مجھکو تو شادکام بہم عیش و عشرت کرین صبح و شام

کیا اوسنے یہ سنکے انکار صاف کہ اس بات سے کہو مجھے تو معاف

جو تو نے دیا میری قیمت مین زر کنیزی کرون تیری شام و سحر

ولیکن نہوگا کوئی ایسا کار کہ ہون پیش حق مین گنہگار و خوار

جو یہ کام کرتی گوارا کبھے نکرتی وطن سے کنارا کبھے

سنا جب یہ تاجر نے اوس سے سخن لگا کہنے پھر یون کہ ای سیمتن

کریگی اگر کامران تو مجھے عزیز اپنی جان سے رکھونگا تجھے

رہیگی اگر یون ہی مجھسے خلاف تو ہو جاؤنگا تیرا دشمن مین صاف

کہا اوسنے جو دل مین آوے کرو نہ ہرگز یہ امید مجھسے رکھو

یہ سنتے ہی تاجر ہوا خشمگین اوٹھا لیکے اک تازیانہ وہین

تو اوس زن نی جب کھینچکر ایک آہ — سوے آسمان یاس سے کی نگاہ
ہوا جب تو جذبِ الہی کا جوش — تو دریا مین پیدا ہوا اک خروش
لگی چلنے بادِ مخالف وہان — جہاز ونکو چکر ہوا ناگہان
تلاطم قیامت کا پانی مین تھا — اور اک شور آفت کا پانی مین تھا
وہ دریا ہوا اونکو سیلاب قہر — ہی موج ہر ایک گرداب قہر
جہاز اور وہ تاجر بھی انجام کار — رفیق اور جتنے تھے خدمتگزار
وہ سب غرق بحرِ فنا ہو گئے — غرض ساحلِ موت پر جا لگے
پر اب دیکھیے قدرتِ ایزدی — وہ زن ایک تختہ پہ بہتی چلے
زبان سے وہ کہتی جو تھی یا خدا — خدا اوسکی کشتی کا تھا نا خدا
گئی جب وہ بہتی ہوئی دور تر — تو اک ساحلِ امن آیا نظر
وہ سمجھی کہ ہی فضلِ پروردگار — لگی قدرتِ حق پہ ہونے نثار
وہ تختہ کنارے پہ جب جا لگا — اوترا سینے خشکی کا رستہ لیا
ملا ایک ملکِ جنان مرغزار — کہ رہتی تھی اوس جا ہمیشہ بہار
نظر آئے پھولو نکے ہر سو چمن — گل لالہ و سوسن و نسترن
شجر ہر طرف سیکڑون میوہ دار — روان جا بجا چشمہ خوشگوار

جو دیکھا تو بس شکر کرنے لگی
کہا اب خدایا نہ پہ لایا مجھے
اگرچہ بہت مینے ایذا سہے
کرون عہد اب دل مین یہ استوار
نہ بہولونگی مین یاد یزدان کبہی
یہ کہکر کیا اوس نے اوس جا مقام
سنو عدل خالق کا اب آگے حال
جو اوس عہد مین تہا نبی خلق کا
فلان شہر مین جا کے اب وہ تر
کہ ہی ایک مقبل زن پاکدین
تو حاضر ہو خدمت مین اوسکی شتاب
گنہ بخشوا اپنے اور خلق کے
گیا وان وہ پیغمبر نیک فال
سنا جبکہ حاکم نے حکم خدا
پہونچکر وہان کی جو اوسنے نگاہ

وہ دم طاعت حق مین کرنے لگی
ہزار آفتون سے چھڑایا مجھے
مگر کچھ نہین غم کہ عصمت بچے
بچاؤن یہان سے کہین رہنہار
نہ دیکھون کی اب شکل انسان کبہی
لگی کرنے طاعت وہان صبح و شام
حقیقت مین ہی منتقم ذو الجلال
اوسی اسطرح سے حق کا فرمان ہوا
جو ہے بادشاہ اوسکو آگاہ کر
فلان جا ہوئی آ کے مسکن گزین
رعیت کو بہی اپنی لے ہمرکاب
مین بخشونگا فورا جو وہ بخشدے
کہا شہ سے فرمان ایزد کا حال
رعیت کو ہمراہ لیکر چلا
تو دیکھا کہ اک زن ہی عصمت پناہ

کسی سمت کرتی نہین اک نظر
وہ بس یاد حق مین جہکائی ہی سر

نہ اوسکا کسیکا پڑا حوصلا
کری بات کوئی جو اوس سے ذرا

کہا شاہ نے کرکے جرات تمام
مودب کہڑے ہوکے اوس سے کلام

کہ یان ہم سب آئے ہین تیرے حضور
بہت دور سے بخشو اپنے قصور

کریگی نہ تو گر خطائین معاف
نہ بخشیگا حق ہی یقین ہمکو صاف

کرون مین خطا پہلی اپنی بیان
کہ جس سے خطا وار ہون بیگمان

کہ ہی ایک قاضی مرے شہر کا
مرے سامنے آکر ان اوسنے کہا

کہ ہی میرے بہائی کی جو ایک زن
زناکار ہی سخت ہے بد چلن

کہا مینے ثابت کر اس بات کو
گواہ اوسنے حاضر کیے لاکے دو

کہی جب گواہی ہی ونکی گذر
کہا مینے جا سنگسار اوسکو کر

پہر اب سوچتا ہون مین اوس بات کو
تعجب نہین گر فریب اوسمین ہو

ہوئی ہو جو کچہ اوسمین میری خطا
تو اب میری بخشش کی کر تو دعا

یہ سنکر لگی کہنے وہ پارسا
ترے جرم بخشیگا بیشک خدا

ہوا شاہ کا پاس عزت اوسے
تو دی بیٹھنے کی اجازت اوسے

پہر اوسکا پہرا اوس زن کا شوہر تہا
بیان ماجرا اوسنے اپنا کیا

کہ تھی اک مری زوجۂ خوشخصال
یہ دونون مین پہونچی تھی الفت بہم
تو در پیش آیا سفر ناگہان
سپرد اوسکو بھائی کے مین کر گیا
یہ کہکر گیا بیتع گھر سے سفر
تو دیکھا وہ دلدار گھر مین نہین
کہا مین جو گھبرا کے بھائی کو پاس
تری زن زناکار تھی بدشعار
یہ سنکر لگا دل پہ تیر ستم
غرض اسمین کچھ جرم میرا جو ہو
لگی کہنے سنکر وہ عصمت پناہ
غرض یہ بھی جا بیٹھا شہ کے قرین
کہا میری بھاوج تھی اک پارسا
ہوا جب نہ کچھ اوس سے مطلب برار
مرے واسطے بھی تو کر کچھ دعا

وفادار و غمخوار و صاحب جمال
جدائی گوارا نہ تھی ایک دم
نہ مجھے لے گیا آپ دارہ وہان
کہ آخر وہ قاضی تھا اس شہر کا
اور آیا جو پھر بعد مدت مین گھر
کہ جان جیسے جسم بشر مین نہین
کہا اوسنے مجھسے بصد رنج و یاس
ہوئے حکم حاکم سے وہ سنگسار
وہی آج تک مین ہون اور وہ غم
تو تو بخشدے میرے اس جرم کو
خدا عفو کردے تمہارے گناہ
کہ اتنے مین قاضی بھی آیا وہین
مین ہو جان سے اوس پہ شیدا ہوا
تو حاکم سے کہکر کیا سنگسار
کہا اوسنے جا تجکو بخشے خدا

یہہ کہہ کرکے کی سوے شوہر نگاہ — کیا فعل قاتلنے کا اوسکو گواہ
پہر اتنے مین عابد ہوا روبرو — رہی جسکے گھر مین تہی وہ نیک خو
کہا تونے اک زن کو گہر مین رکھا — سپرد اوسکو اپنا پسر کر دیا
پسر کو کیا جانے کسنے ہلاک — نکالا اوسے مینے بیخوف و باک
نہین کچھ بہی اوس زن کی جب سے خبر — سلامت رہی یا گئی غم سے مر
غرض مین جو کچہ ہو میرے خطا — تو کر میری بخشش کی حق سے دعا
وہ بولے کہ بخشیگا حق بیگمان — ادہر آکے تو بہی ذرا بیٹھہ یان
وہ بیٹھا تو پہر آکے آیا غلام — کہا ماجرا اوسنے اپنا تمام
کہ تہا ایک آقا کا میرے پسر — کہانی یہ تہی اک زن خوش سیر
بہت سوچا لینے اوس زن پہ مائل ہوا — مگر صاف انکار اوسنے کیا
پسر کو کیا ضد سے مینے ہلاک — کہ ہوا اوسپہ آقا مرا خشمناک
مرے جرم سے وہ نکالی گئی — جو میری خطا تہی وہ مینے کہی
غرض میری حق مین بہی کر تو دعا — وہ بولی کہ تجکو بہی بخشے خدا
مخاطب وہ عابد سے پہر یون ہوئی — کہ قاتل پسر کا تری ہے یہی
پہر اتنے مین آیا وہ بے وفا — سمجہا جسکو سولے سے زن لے لیا

کہا لے چلے جب مجھے دار پر
ہوا اوس جگہہ ایک زن کا گذر

مرے حال پر رحم آیا اوسے
درم بیس دیکر چہوڑایا مجھے

چلا اوس جگہہ سے مین اوس کے ساتھ
لیا بیچ اوسے ایک تاجر کے ہاتھ

زن پارسا نے دیا یہ جواب
کہ بیشک تو ظالم ہی خانہ خراب

نہین قابل عفو تیری خطا
جو چاہی تو بخشے تجھے بھی خدا

لگی کہنے شوہر سے وہ نیکخو
تری زوجہ ہون میرا شوہر ہے تو

جو کچھہ حال گذرا وہ تو نی سنا
رہا ہر جگہہ میرا حافظ خدا

مرکب خطا سے جو انسان ہی
تنفر مجھے اوس سے ہر آن ہی

یہی چاہتی ہون کہ جب تک جیون
مین تنہائی مین حق کی طاعت کرون

تو گو میرا شوہر ہی ای نیک خو
پر اب مجھ سے تو دست بردار ہو

مین دریا سے بہکر جو آئی یہان
تو اک کشتی مال پائی یہان

مبارک رہی اب وہ دولت تجھے
کہ دولت بڑی ہی عبادت مجھے

یہ سنکر وہ شوہر ہوا بیقرار
لگا کہنے اے زوجۂ باوقار

یہ سب خاک ہی مال و دولت مجھے
نہ دیکھون اگر ایکدم مین تجھے

خوشی تجکو تیری گوارا ہی اب
عبادت سے روکون یہ یارا ہے کب

یہ کہکر گنہگار و سے نے وہ زار زار
ہوا زن سے پھر رخصت انجام کار

وہ حاکم بھی لیکر رعیت تمام
پھر آگھر کے جانب بصد احتشام

وہ زن وان پہ مصروف طاعت رہے
چھٹی رنج و دنیا سے راحت ملے

ہوا یان پہ اس زن کا قصہ تمام
کریں غور سب مردم خاص و عام

کہ کیا کار مردانہ زن نے کیا
قدم راہ حق سے نہ باہر رکھا

کریں مرد ہوکر جو ایسے گناہ
تو زن سے بھی کمتر ہے رائی تباہ

رکھیں زہد و تقوی جو اپنا شعار
تو ہو آبرو پیش پروردگار

آغاز داستان آہنگر

خدا و پیمبر کی حمد و ثنا
بجا لا کے کہتا ہوں قصہ نیا

کہ پڑھنے سے جسکے ہو عبرت تمام
اور اٹھائیں مزہ مردم خاص و عام

کسی شہر میں اک تھا کامل لوہار
کمال اسکو حاصل تھا یہ آشکار

جو تھا حال پر اوسکے فضل کریم
نہ تھا آگ سے کچھ اوسے خوف و بیم

وہ لوہے کو جب گرم کر دیتا تھا تاؤ
پکڑ ہاتھ سے کھینچتا نے لگاؤ

سنڈسے نہ چمٹے کا محتاج تھا
بناتا تھا یوں کام اپنا سدا

ہوئے اس سے واقف جو مرد و زنان
لگے کہنے اوس سے پیر و جوان

کہ تجھ مین یہ کیسی کرامات ہے
بہت اوسنے حیلے حوالے کیے
جب اصرار حد سے زیادہ ہوا
سنو گوش دل سے مری داستان
کہ اس شہر مین اک ہوا قحط سال
نہ برسا کبھی بھول کر آسمان
عوض ابر تر کے ہر اک چشم تر
عجب کچھ مصیبت زمانے کو تھی
خورش اون دنون خلق مین غم کی تھی
غرض حال پہ میرے تھا فضل رب
زن اک پارسا میری ہمسایہ تھے
پسر اوسکے دو تین تھے خرد سال
وہ زن جسمین غیرت جو ر تھی
یہ حال اپنی بچون کا بس دیکھکر
فلک کیطرف اوسنے کر کے نگاہ

بیان ہمسے کر تو یہ کیا بات ہے
ولیکن کسی سے نہ ہرگز کہے
تو مجبور ہو کر وہ کہنے لگا
کہ بس غیرت انگیز ہے یہ بیان
ہوا غم سے لوگونکا آشفتہ حال
زمین خشک تھی مثل تشنہ دہان
نہ تھی برق بیتابی دل تھی مگر
کہ محتاج خلق ایک دانے کو تھی
سبیل اون دنون دیدہ نم کی تھی
زمانی کی نعمت مہیا تھے سب
بچاری وہ محتاج و کم مایہ تھے
عجب اونکا فاقون سے پہونچا تھا حال
ولی پاکدامان و مستور تھی
ہوئی مضطرب اور خستہ جگر
لگی کہنے وہ کھینچکر دل سے آہ

کہون حال کس سے کہ بہر جاؤن نہین　　طعام انکی خاطر کہان پاؤن نہین

کبھی گھر سے باہر مین نکلی نہین　　یہ بہتر ہی اب جان دون مین یہین

یہ کہہ کہکے وہ رنج سہتی رہی　　صبوری سی گھر مین وہ رہتی رہی

بتنگ آئی گو چرخ کے جبر سے　　نہ باہر ہوئی پردۂ صبر سے

غش اک روز بچون پہ طاری ہوا　　تو گھبرا کے پہر اسنے اوسنے کہا

سہون جور فاقون کا مین کب تلک　　وہ دیکھون گی اب جو دکھائی فلک

نکلتے ہو اب گھر سے مین خستہ حال　　مصیبت مین پردے کا کیا ہی خیال

یہ کہکر وہ زن آئی بس میرے پاس　　لگی کہنے ای مرد ایزد شناس

ہی بچون کو فاقہ کشی صبح و شام　　ہوا جور گردون سے جینا حرام

کچھ اب حق ہمسائگی کر ادا　　تو اجر اسکا تجکو بھی دیگا خدا

ہوئی حرف زن یون جو وہ نازنین　　تو مین حال سنکر ہوا دل حزین

نظر میری اوسپر پڑی ایکبار　　ہوا ناوک حسن بس دل کے پار

نظر آیا جب دام زلف دراز　　ہوا مرغ دل قیدی حرص و آز

کہا مینے اوس سے کہ ای لالہ فام　　جو کر وصل سے تو مجھے شاد کام

تو جو چاہی لے سب مہیا ہی یان　　کرون پاس خاطر ترا بیگمان

یہ سنتے ہی وہ صاف برہم ہوئی
روان گھر کے جانب بصد غم ہوئی

گئی صبر سے اور دو دن کے بعد
ہراسان ہوئی پھر وہ خستہ جگر

تو گھبرا کے وہ آئی پھر اسکے پاس
لگی کہنے مجھسے بصد رنج و یاس

کنیزی کرون تیری دن رات مین
ولیکن کرو گی نہ یہ بات مین

خدا کے لیے دے مجھے کچھ طعام
کہ بھوکے ہین فاقون سے بچے تمام

کہا اُسنے کر وصل سے کامران
تو دون مال و زر مین تجھے بیگمان

اگر وصل سے تجھکو انکار ہے
تو پھر مجھسے خواہش یہ بیکار ہے

خجل ہو کے پھر وہ گئی اپنے گھر
پھرے ہاتھ خالی وہ خستہ جگر

اسیطرح آئی وہ زن چار بار
کیا رحم اسنے نہ کچھ زینہار

جو پہلے کہا تھا وہ کہتا رہا
مگر اوسنے انکار پھر بھی کیا

غرض جب تلک تاب و طاقت رہی
مصیبت وہ فاقون کی اوسنے سہی

پھر اکدن ہوئی سخت وہ بیقرار
ہوئی آکے آگے مرے اشکبار

کہا اب نہین تنمین تاب و توان
نکلتی ہی فاقو سے اب میری جان

جو مرجاؤن مین کچھ نہین اسکا غم
مرین میرے بچے تو ہے یہ ستم

نہ مطلق رہا دل مین صبر و شکیب
دیا ہاے کیا آسمان نے فریب

ہوئی اب مصیبت سے مجبور مین
تری بات کرتی ہون منظور مین

مگر اسمین اک شرط ہی درمیان
خیال اوسکا مجھکو ہے بیگمان

مکان بہر خلوت وہ تجویز کر
کہ جسمین نہو مور کا بھی گذر

کسی جانور کا نہو کچھ نشان
سوا میرے تیرے نہو کوئی وان

ہوا شادیون سنکے مین اوسکی بات
ملے پیاس مین جیسے آب حیات

غرض اک مکان مین اوسے لیگیا
نہتا کچھ اثر جسمین ذی روح کا

کیا مینے جب قصد بوس و کنار
لگی کہنے ... سنتے وہ گلعذار

ابھی مجھکو اس بات سے رکھہ معاف
کہ کرتا ہے تو قول کے برخلاف

کہا مینے اوس سے بتا بیگمان
کہ ہی میرے تیرے سوا کون یان

لگی کہنے تو کور باطن ہے آہ
پہونچتی نہین تیری وان تک نگاہ

یہان دیکھتا عالم الغیب ہے
جو دانا ہے اسرار لاریب ہے

وہ ناظر ہے عادل ہے قہار ہے
پسندا اوسکو کب ایسا بدکار ہے

فرشتے مقرر ہین دو دوش پر
وہ لکھتے ہین انسان کی عیب و ہنر

جو کچھ ہی مری تیری یان گفتگو
وہ لکھ لی اونھون نے ہے سب ہو بہو

مرے دل مین ہی خوف اونکا کمال
ہوئی زندگی مجھکو بیشک وبال

حیا تجھکو لیکن نہ آئے ذرا ہے ہستی سے لب پر وہی مدعا
نہ دنیا کی شرم اور نہ عقبے کا ڈر خدا اسکا نہ کچھ دل مین خوف و خطر
عبث تجھپہ ہے اتنا شہوت کا جوش سنبھال اپنے اسلام ذرا کچھ تو ہوش
گنا ہو لئے گر تجھکو پیرانہ ہو تو نار سقر تجھپہ کیون تیز ہو
جھکا کر گریبان مین تو اپنا سر ذرا مغفرت کی بھی تدبیر کر
جب اوس زاہدہ سے سنا یہ سخن کھڑے ہو گئے میرے موئی بدن
یکایک ہوا مجھکو خوف خدا جگر میرا ہیبت سے لرزان ہوا
کہا مینے دل سے کہ اے بو الہوس گنا ہونسے کرتا نہین اب بھی بس
تو اب تک ہی پابند حرص و ہوا نہ خوف قیامت نہ ترس خدا
رہا سرگران خواب غفلت مین تو پڑا آ حشر کار ذلت مین تو
یہ بہتر ہے عقبے کی کر اب تو فکر خدا اکا رہے روز و شب لب پہ ذکر
ملامت یہ کر دل کو انجام کار اوٹھا وا سنے شرمندہ وہ اشکبار
خوشی سے بہت غلہ و مال و زر دیا زن کو رخصت کیا اوسکو گھر
سو آسمان اوسنے پھر پانہ اوٹھا فرشتے واسطے حق سے مانگی دعا
کہ یارب یہ بیشک ہی اب نیک مرد جو کی آگ شہوت کی یون اسنے سرد

تو سرد اسپہ کرے ہر طرح آگ کو ۔۔ یہ دنیا کی ہو یا کہ دوزخ کی ہو
اوہی دان سے حق کی مجبوری بیتا ۔۔ سمجھتا ہون آتش کو مین مثل آب
نہین کچھ ہی آلات سے مجھکو کام ۔۔ بناتا ہون کام اپنا یون مین مدام
ہوا قصہ یہ اس غرض سی بیان ۔۔ کرین تا کہ غور اسمین اہل جہان
جو آہنگر اپنے خدا سے ڈرا ۔۔ تو کیا کی خدا نے کرامت عطا
خدا کا کرے خوف جو کوئی مرد ۔۔ تو آگ دنیا و عقبے کی سرد

نظم خاتمہ

بجا لا کے شکر خدا سے جہان ۔۔ سبب نظم کا کچھ کرون مین بیان
مری مہربان شیخ عبد العزیز ۔۔ کہ ہین معدن علم و عقل و تمیز
کیا نثر مین لکھ کے مضمون عطا ۔۔ یہ فرمایا نظم اسکو تو کر کے لا
کر اول تو قاضی کا قصہ بیان ۔۔ پھر آہنگر خام کی داستان
لکھے دونون قصے زبس زود تر ۔۔ نہ جلدی مین کی پھر دوبارہ نظر
یہ گوبند پرشاد جو ہے فضا ۔۔ اسے سبھی یہ احباب سے التجا
خطائین کرین میری یکسر معاف ۔۔ خطائین کرے اونکی دادر معاف

تمام شد

الحمد للہ والمنہ کہ قصہ حیرت انگیز بلطف آمیز پر از فصاحت و بلاغت
مبرا از عیب و طوالت کہ پیشتر نثر مین تھا فی الحال جناب
معلے القاب خداوند نعمت فیاض زمان جناب حاجی شیخ حبیب علی صاحب
و شیخ عبد العزیز صاحب نے مجھسے فرمایا کہ تم اسکو نظم کردو
ہم چھپوائین تاکہ اسکو لوگ پڑھکر اپنے دل کو بہلائین بلکہ عمل مین
لائین اور مجکو دعاے خیر سے یاد فرمائین بموجب ارشاد فیض بنیاد
سراسری مین مینے نظم کیا اور اسکا حق تالیف جناب موصوفین کو
دیا لہذا اہل مطابع کی خدمت مین التماس ہے کہ کوئی صاحب مطبع
وخواہ تاجر کتب قصد چھاپنے یا چھپوانے اس قصہ کا نفرمائین کہ بنظر انتفاع
نقصان نہ اوٹھائین جسقدر نسخے درکار ہون ددکان حاجی صاحب محتشم الیہ سے
طلب فرمائین مصرعہ بر رسولان بلاغ باشد و بس العبد گوبند پرشاد متخلص بہ فضا

تاریخ منشی گوبند پرشاد متخلص بہ فضا

کیا یہ پر معرفت چھپا نسخہ	جسکی ہر داستان ہے پند آمیز
ہے پے سال فتح لکھو فضا	سال تاریخ طبع عبرت خیز

۱۲۷۵ھ

۲۵۵۵۹